جہادِ شام کے اَسباق

فضیلۃ الشیخ ایمن الظواہری

کا بیان

فَلنُقَاتِلهُم بُنیَانًا مَرصُوصًا

مقدمہ اور حواشی کے ساتھ

مترجم: مولانا عمار خان

جہادِ شام کے اسباق

[فضیلۃ الشیخ ایمن الظواہری کا بیان

فَلْنُقَاتِلْهُمْ بُنْيَانًا مَّرْصُوْصًا

مقدمہ اور حواشی کے ساتھ]

مترجم: مولانا عمار خان

ادارہ حطین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ﴾ [الصف:۴]

”حقیقت یہ ہے کہ اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کے راستے میں اس طرح صف بنا کر لڑتے ہیں جیسے وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہوں“۔

فہرست

مقدمہ: جہادِ شام کے اسباق ۶

پس آؤ! ہم سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر ان دشمنانِ دین کے خلاف لڑیں ۱۱

[شام کا جہاد دفاعی جہاد ہے] ۱۳

[شام کا جہاد پوری امت کا جہاد ہے، نہ کہ صرف شامی مسلمانوں کا جہاد ہے] ۱۳

[عہد اور بیعت شریعت کا سنگین معاملہ ہے] ۱۴

[الدولۃ الإسلامیہ کی طرف سے بیعت کے ساتھ کھلواڑ] ۱۵

[مجاہدین کے مطلوب اوصاف] ۱۶

[ہم ہر جگہ اتحاد کی دعوت دیتے ہیں] ۱۷

[تنظیم قاعدۃ الجہاد کی دستبرداری کی دو بنیادی شرائط] ۱۷

['القاعدہ' اتحاد کی راہ میں رکاوٹ نہیں] ۱۸

[شام میں 'القاعدہ' کا مثبت کردار، جبکہ اس کے خلاف ہونے والی سازش] ۱۹

[فک الإرتباط کا فتنہ اور اس کے لیے جھوٹی تاویلات] ۲۰

[امت کی سطح پر بڑا اتحاد] ۲۱

[اہلِ جہاد کا باہمی تعلق محبت و نصرت، نہ کہ دھونس، دھمکی اور نزاع و سختی] ۲۱

[شام سے 'القاعدہ' کو نکالنا، آخری شامی مجاہد تک کو نکالنے کا منصوبہ ہے] ۲۲

[بیعت توڑنا حرام ہے، جبکہ شام کے جہاد میں بیعت توڑنا عام ہے] ۲۳

[شریعت کے احکام سے روگردانی کی نحوست] ۲۴

[ہم ملا محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ اور ملا اختر منصور رحمۃ اللہ علیہ کی درسگاہ کے تربیت یافتہ ہیں، جو وفا اور اعلیٰ اخلاق کا درس دیتی ہے] ۲۶

[ہمارے اخلاق اور ہمارے مخالفین کے اخلاق کا موازنہ، شاعر مقنع کندی کے اشعار میں] ۲۷

[باہمی قتل وقتال کا منصوبہ] ۲۸

[شام کیوں امتِ مسلمہ کے مصائب سے لاتعلق ہوتا جارہا ہے] ۲۹

[ہم چاہتے ہیں کہ دشمنانِ دین کے مقابلے میں پوری امت ایک صف بن جائے]....................................... ۳۲

مقدمہ

جہادِ شام کے اسباق

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ، وبعد

دنیا میں انسان کے عمل کی درستگی دو امور پر موقوف ہے؛ ایک اس کا ارادہ اور دوسرا اس کا فہم۔ اگر اس کا ارادہ فاسد ہو یا فہم ناقص ہو تو دونوں صورتوں میں اس کا عمل کامیاب نہ ہو گا۔ ہم تو مسلمان ہیں تو ہمارے لیے تو ہمارا دین مشعلِ راہ ہے۔ ہم اس کے پابند ہیں کہ اپنے ہر دنیوی معاملے میں اپنے دین کی طرف رجوع کریں اور جانیں کہ اس معاملے میں ہم سے ہمارے رب اور ہمارے رسول ﷺ نے کیا طلب فرمایا ہے۔ اگر ہماری نیت خالص ہوئی، اس میں کھوٹ نہ ہوا اور دوسری طرف ہم نے دین کی تعلیم کو ٹھیک جانا اور اپنی واقعاتی دنیا میں اس کی صحیح تطبیق کو سمجھ لیا تو ہمارا عمل... دنیا اور آخرت دونوں اعتبار سے... کامیاب ٹھہرے گا۔ بصورتِ دیگر نہ ہم دنیا کے رہیں گے اور نہ آخرت کے۔

جہاد جب دینِ اسلام کی چوٹی ہے تو اس کا معاملہ اسی قدر حساس بھی ہے۔ جہاد میں سب سے اہم نیت ہے کہ جہاد اسی جنگ کو کہتے ہیں جو خالص اللہ کی رضا کے لیے کی جائے اور اس اخلاص کی شرط ہے کہ جہاد وہی جنگ ہے جو کسی شخص یا گروہ کی بالادستی یا ملک وسلطنت کے حصول کے لیے نہ ہو، بلکہ وہ اعلائے کلمۃ اللہ، دینِ اسلام کے غلبے اور شریعتِ اسلامیہ کے نفاذ کے لیے ہو۔

جہاد کی کامیابی کی دوسری اہم ترین بات یہ ہے کہ جہاد اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کے مطابق ہو، نہ کہ انسانی خودساختہ مصلحتوں کے مطابق ہو۔ دوست ودشمن کی پہچان اور پھر دوست ودشمن کے ساتھ تعامل کا پیمانہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ہاتھ میں ہو، نہ کہ اسے کسی شخص یا گروہ کے ہاتھ میں دے دیا جائے کہ وہ اپنی ذاتی اغراض اور مصالح دیکھ کر دوستی اور دشمنی کا فیصلہ کرے اور پھر جنگ کے لیے اپنی مرضی سے اصول طے کرے۔

یہ وہ دو امور ہیں جو عام جنگ کو جہاد سے جدا کرتے ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آج مسلمانوں کی مغلوبیت کے دور میں جہاں جہاں جہاد کی صدا بلند ہو رہی ہے اور میدان گرم ہو رہے ہیں، مغرب اور دنیا کی بالادست کفری اقوام وہاں وہاں اس مقدس جہاد کو عام دنیوی جنگ میں تبدیل کرنے کی کوشش میں ہیں۔ وہ یہ جانتے ہیں کہ مسلمان ضرور اپنی آزادی کے لیے میدان میں اتریں گے اور اپنے دین، اپنے شرف اور اپنے حقوق کے لیے ضرور جنگ کریں گے، تو اس جنگ کو جہاد میں بدلنے سے روکنا مغرب کا بنیادی ہدف ہے، تاکہ مسلمان حقیقی معنوں میں کفر کی بالادستی سے آزاد نہ ہو جائیں اور اسلام اپنی حقیقی روح کے ساتھ دنیا میں غالب نہ ہو جائے۔

ہم بطورِ امت، پچھلی صدی کے ابتدائی نصف میں دھوکہ کھا چکے ہیں، جب مغرب کی طرف سے تقسیم کی ہوئی مسلم دنیا ظاہر میں آزادی کے مرحلے سے گزری، لیکن وہ حقیقی آزادی نہ تھی، بلکہ چہروں کی تبدیلی تھی۔ ہم پہلے مغرب کے براہ راست غلام تھے تو اس کے بعد مغرب کے مقامی غلاموں کے غلام ہو گئے، لیکن نہ مسلمان آزاد ہوا اور نہ ہی اسلام آزاد ہوا۔

آج جب مسلمان دوبارہ سے میدان میں اتر رہے ہیں تو ایک مرتبہ پھر مغرب مسلمانوں کو فریب میں مبتلا کرنا چاہتا ہے، اور اس دفعہ مزید خطرناک صورت سے دوچار کرنا چاہتا ہے۔ انیسویں صدی کے نصف میں تو اکثر ممالک کو سیاسی جدوجہد کے ذریعے نام نہاد 'آزادی' دی گئی تھی، اور مسلمان جلد سمجھ گئے کہ چونکہ ہم نے قوت اور جنگ سے مغرب کو شکست نہیں دی ہے اور مغرب کے تسلط کو اپنے ملکوں میں نہیں توڑا ہے تو اس لیے ہم آزاد نہیں ہو سکے۔ لیکن اس دفعہ جنگ اور قوت کا مظاہرہ ہونے کے بعد مغرب کی سازش ہے کہ وہ مسلمانوں کو جال میں پھنسا دے اور ہزاروں قربانیاں دینے کے بعد بھی بالآخر مسلمان مغرب کی غلامی سے نہ نکل سکیں۔

اس کی سب سے تازہ اور مغرب کی نگاہ میں کامیاب ترین مثال حالیہ 'شامی انقلاب' ہے۔ ۲۰۱۱ء سے ایران کے پروردہ نصیری حاکم 'بشار الاسد' کے خلاف مسلمانوں نے جدوجہد شروع کی، جس نے اہل السنۃ پر مظالم کی انتہا کر رکھی تھی۔ دو سال میں یہ جدوجہد عملی جہاد میں تبدیل ہو گئی اور دنیا بھر سے مجاہدین اس جہاد میں شریک ہونے کے لیے پہنچ گئے۔ مجاہدین کی مختلف جماعتیں میدان میں اتریں، اور 'القاعدہ' سب سے مضبوط جماعت بن کر ابھری۔ اس وقت 'الدولۃ الإسلامیۃ عراق' نے شام میں دخل اندازی کی، جس پر القاعدہ کے امیر شیخ ایمن الظواہری...جو ان کے بھی امیر تھے...نے انھیں منع کیا کہ وہ خود کو عراق تک محدود رکھیں۔ لیکن انھوں نے امیر کا حکم نہ مانا اور عہد شکنی کی۔ اس پر شیخ ایمن الظواہری کی امارت میں القاعدہ نے ان سے برائت کر لی۔ پھر اس گروہ نے بزعمِ خود 'خلافت' کا بھی اعلان کر ڈالا، اور اپنے سوا تمام دیگر مجاہدین کے خلاف... اولاً باغی قرار دے کر اور بعد اُمرتد کہہ کر... جنگ شروع کر دی، اور ان کے سبب شام میں ایک فتنہ برپا ہو گیا۔ اس موقع پر شامی محاذ پر موجود تمام مجاہدین کی جماعتوں نے مل کر اس فتنے کا مقابلہ کیا اور اسے شام کی زمین سے پاک کر دیا۔ اس کے بعد جب مجاہدین کو قوت ملی تو القاعدہ کی بیعت یافتہ جماعت 'جبهة النصرة' نے امریکہ کے دباؤ کا بہانہ بنا کر اور شامی مصلحت کا نام دے کر 'القاعدہ' سے اپنی بیعت توڑ ڈالی اور 'فک الارتباط' کا اعلان کر دیا۔ لیکن معاملہ صرف یہاں تک نہیں رکا، بلکہ اس کے بعد اس گروہ نے اتحاد کا بہانہ بنا کر دیگر جہادی جماعتوں اور ان کے افراد کو بزور اپنے ماتحت بنانے کی کوشش شروع کر دی، دیگر جماعتوں کے خلاف باقاعدہ جنگ شروع کر دی اور مجاہدین کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ یوں ایک نیا فتنہ شام کی زمین پر ابھر پڑا۔ اس عرصے میں مجاہدین نے جس قدر فتوحات حاصل کی تھیں، دشمنانِ دین نے ان داخلی جنگوں کا فائدہ اٹھا کر مفتوحہ علاقے مجاہدین سے واپس چھین لیے، اور مجاہدین شام کے شمال میں ترکی سرحد پر واقع ایک علاقے 'ادلب' میں محصور ہو کر رہ گئے۔ چند سال یوں محصور ہونے کی حالت میں رہتے ہوئے... کہ وہاں بھی 'ہیئۃ تحریر الشام' کی طرف سے دشمنانِ دین سے زیادہ مخلص مجاہدین پر کریک ڈاؤن کا

سلسلہ جاری رہا... یکا یک مجاہدین نے جنگ شروع کی اور علاقے فتح کرتے ہوئے دمشق کو فتح کر لیا۔ فتح کا ایک جشن تھا، جس پر ہر سنی کی آنکھ نم تھی، اور دنیا بھر کے مجاہدین اور اہل السنۃ کو امید پیدا ہوئی کہ چلیں، گزشتہ سالوں کی کوتاہیوں کا ازالہ ہونے کا وقت آگیا ہے، اور اگرچہ شامی مجاہدین نے اس راہ میں کئی فتنے دیکھے ہیں، لیکن اب اسلام اور مسلمانوں کی بالادستی کی صبح سابقہ غلطیوں کا کفارہ بن جائے گی۔

لیکن ہر بڑھتے دن کے ساتھ اہل السنۃ کی یہ امید ماند پڑتی گئی اور آہستہ آہستہ اندازہ ہونے لگا کہ ابھی ظلمت کی رات نہیں چھٹی ہے، ابھی کوتاہیوں کا تدارک نہیں ہو سکا ہے، ابھی فتنے کی سرکوبی نہیں ہو سکی ہے۔ نئی شامی حکومت نے ایک طرف انقلاب کے وقت کے غلبہ اسلام اور تحکیمِ شریعت کے نعروں کو پس پشت ڈال کر سیکولر نظام کو رائج کیا اور دوسری طرف امتِ مسلمہ کے مظلوم مسلمانوں اور دنیا بھر کے مجاہدین سے ولاء و دوستی کا تعلق قائم کرنے کی بجائے امتِ مسلمہ کے دشمن مغربی طاقتوں اور مسلمانوں پر مسلط خائن حکمرانوں کے ساتھ ان کی اسلام دشمنی میں دوستی کر لی۔ اور پھر انھوں نے مغرب کی شروع کردہ دہشت گردی کی اُس جنگ میں مغرب کا حلیف بننا قبول کر لیا، جو مسلمانوں کے خلاف شروع کی گئی تھی اور جس میں اسلام اور مسلمانوں کے دفاع کے لیے مجاہدین نے جہاد شروع کیا تھا۔

یہ دیکھ کر اندازہ ہوا کہ

- اگر جہاد کرنے والے گروہ کے سر میں یہ بات سما جائے کہ ہر قسم کی دینی مصلحت اس کی ذات سے وابستہ ہو گئی ہے اور اس لیے اب مقصدِ جنگ اس کی ذاتی بالادستی ہے، تو یہ جہاد میں نیت اور ارادے کی اولین خطا ہوتی ہے۔ یہ خطا کوئی خلافت کا خود کو حقدار کہہ کر کرتا ہے اور کوئی اس سے کم تر دلیل قائم کرتا ہے۔
- پھر یہ خطا اس کے بعد دورانِ جنگ شریعت کے احکامات کی خلاف ورزی پر مجبور کرتی ہے اور یہ گروہ دیگر مجاہدین کے خلاف متحرک ہو جاتا ہے۔ پھر کسی عہد اور بیعت کے ایفاء کا خیال نہیں رکھا جاتا، بلکہ غدر و خیانت جائز تصور کر لی جاتی ہے۔ پھر ایسا گروہ دیگر مجاہدین کو دھمکانے، گرفتار کرنے، قتل کرنے اور ان کے خلاف جنگ کرنے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ خواہ کوئی گروہ یہ کام ارتداد کا فتوی لگا کر کرے، یا کوئی گروہ باغی یا سیاسۃً قتل کی دلیل سے استشہاد کرے، یا کوئی گروہ 'وطنی مصلحت' کا نام دے کر مہاجرین کو بے دخل کرے۔
- پھر ارادے کی خطا کا ایک اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایسا گروہ اقتدار پر جلدی قابض ہونے کے لیے... اسلام کے موالات و معادات کے احکام کو پس پشت ڈال کر... کفار سے مصالحت پر مجبور ہوتا ہے، انہیں راضی کرنے کے لیے ان کی اطاعت شروع کرتا ہے، تاکہ کفار اسے 'ٹھیٹھ' مجاہدین اور اسلام کے 'خالص نسخے' کا حامل جان کر دشمن نہ سمجھیں اور ان کے اقتدار پر پہنچنے کی راہ میں رکاوٹ نہ ڈالیں۔

- بالآخر اگر مغربی طاقتیں مطمئن ہو جائیں کہ یہ گروہ اب اسلام کے احکامات اور جہاد کے مبادی سے حقیقتاً تنازل کر چکا ہے، اور اس پر راضی ہے کہ وہ بالادست ہو کر مغرب کی بالادستی سے آزاد نہ ہو گا، بلکہ اسی کے دین و امت کی دشمنی سے عبارت منصوبے کو آگے بڑھائے گا، تو وہ ایسے گروہ کو موقع دیتی ہیں۔ اور پھر ان کا اقتدار خود ان لوگوں کے لیے بھی فتنہ کا باعث بن جاتا ہے اور دوسرے مسلمانوں کے لیے بھی فتنہ بن جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ۔

ہم اس موقع پر شامی انقلاب میں موجود عبرت کے اسباق اردو دان مسلمانوں اور بالخصوص جہادی تحریکات کے سامنے پیش کرنے کے لیے حکیمِ امت شیخ ایمن الظواہری کے بیان '**فلنقاتلهم بنيانا مرصوصا**' کا اردو ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ حکیمِ امت کا یہ بیان نومبر ۲۰۱۷ء میں نشر ہوا اور اس میں آپ نے شام کے اہلِ دین اور خاص طور پر مجاہدین کو شام میں موجود فتنوں اور مغربی طاقتوں کی چالوں سے خبردار کیا ہے۔ یہ خطہ برصغیر میں برسرِ پیکار جہادی تحریکات اور ان کے معاونین و مؤیدین کو جہاد کے صحیح منہج اور اس کے مقابل غلط راستے اور فتنے سے واقفیت دینے کے لیے اہم ہے۔

البتہ اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ہم احکاماتِ اسلام اور جہاد کے درست فہم کو حاصل کرنے والے ہوں۔ کیونکہ ہم میں سے ہر ایک انسان اپنے نفس سے محفوظ نہیں ہے، اور یہ ہوائے نفس انسان کو عقل کے درست استعمال سے روک دیتی ہے اور اس کے سبب انسان درست فہم کے حصول سے محروم ہو جاتا ہے۔ ہم یہ واضح کرتے چلیں کہ ہمارا مقصد مجاہدین کو شریعت کی صحیح واقفیت سے روشناس کرانا اور کفار اور ان کے آلہ کاروں کے مقابلے میں سب مسلمانوں کو باہم متفق و متحد کرنا ہے، تاکہ ہم جہاد کے ذریعے اسلام کو غالب کرنے والے بن جائیں۔

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ شام کے موجودہ حکام کو اپنی طرف رجوع کی توفیق نصیب فرمائیں، اسلام کے احکام پر خود بھی عمل کرنے اور شامی مسلمانوں کے لیے بھی شریعت کے قوانین کو نافذ کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں کفار کی غلامی سے بچائیں کہ جس کا نتیجہ دنیا و آخرت کا خسارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ شام کو حقیقی معنوں میں **عقر دار الإسلام** بنا دیں، آمین۔

ہمیں اللہ سے امید ہے کہ یہ وقت دور نہ ہو گا، لیکن اس کے لیے کفار اور ان کے آلہ کاروں کی طرف جھکاؤ سے خود کو نکالنا اور واپس دین کے احکامات کی طرف پلٹنا ضروری ہے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين وصلى الله تعالى على نبينا الأمين۔

ادارۂ حطین

ربیع الاول ۱۴۴۸ھ

فَلْنُقَاتِلْهُمْ بُنْيَانًا مَّرْصُوْصًا

پس آؤ! ہم سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر ان دشمنانِ دین کے خلاف لڑیں

بسم الله، والحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، وآله وصحبه ومن والاه،

تمام مسلمان بھائیوں کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امابعد!

گزشتہ سال دنیا بھر کے مجاہدین... بالخصوص شام میں تنظیم قاعدۃ الجہاد سے تعلق رکھنے والے مجاہدین... متعدد تغیرات سے دوچار ہوئے۔ مجاہدین کی داخلی صورتِ حال مسلسل بگڑتی گئی، یہاں تک کہ نوبت تفرقے، باہمی چپقلش اور لڑائی تک جا پہنچی۔

'فکِ ارتباط' کے اعلان[1] کو ایک سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے، مگر میں نے اب تک ان مسائل پر گفتگو نہیں کی، کیونکہ سقوطِ حلب کے بعد کے حالات اس کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ میں، میرے ساتھ مرکزی قیادت میں شامل میرے بھائی اور تنظیم کی دیگر تمام شاخیں روزمرہ کے حالات سے بے خبر یا لاتعلق تھے، بلکہ ہم نے ذرائع ابلاغ میں کشیدگی پیدا کرنے کی بجائے خاموشی اور سنجیدگی کے ساتھ معاملے کی اصلاح کو ترجیح دی۔

ہم نے اپنے بھائیوں کو آگاہ کیا تھا کہ ان کا یہ اقدام، عہد شکنی ہونے کے ساتھ ساتھ، اس وحدت کو بھی وجود میں نہیں لا سکے گا جس کے وہ خواہشمند ہیں، کیونکہ حقیقت میں یہ امریکی دباؤ کے سامنے پسپائی ہے۔ اس سے نہ بمباری رکے گی، نہ دہشت گردی

[1] 'فک الارتباط' کے اعلان سے مراد ۲۸ جولائی ۲۰۱۶ء کو ہونے والا وہ اعلان ہے جس میں 'القاعدہ' کی بیعت یافتہ شام کی سب سے بڑی جماعت 'جبهة النصرة' نے 'القاعدہ' سے اپنی بیعت ختم کرنے اور نئی جماعت 'جبهة فتح الشام' بنانے کا اعلان کیا۔ 'جبهة فتح الشام' کا دعوی تھا کہ انھوں نے یہ کام 'القاعدہ' کی قیادت کی اجازت اور ان کے ساتھ تفاہم سے کیا ہے اور اس کام کے دو بنیادی دلائل ہیں:

اول دیگر جہادی جماعتوں کے ساتھ القاعدہ کے نام کی وجہ سے اتحاد نہیں ہو رہا، تو یوں اتحاد کی راہ ہموارہ ہو جائے گی۔

دوم القاعدہ سے قطع تعلقی کی بدولت امریکی دباؤ ہٹ جائے گا۔

بعد ازاں شیخ ایمن الظواہری نے واضح کہا کہ انھوں نے بیعت سے اقالہ نہیں دیا اور وہ اس پر راضی نہیں ہیں کہ بیعت ختم کی جائے، کیونکہ اس میں کسی قسم کی مصلحت نہیں ہے؛ نہ اس سے اتحاد کی راہ ہموار ہو گی اور نہ امریکی دباؤ کم ہو گا۔ نیز 'جبهة' کے مجاہدین سے کہا کہ وہ 'القاعدہ' کے اوامر کے پابند ہیں، اور دوبارہ اطاعت کی طرف لوٹ آئیں۔ تاہم 'جبهة' نے انکار کر دیا۔ گویا کھل کر بیعت توڑ ڈالی۔ فتنہ داعش کے بعد، شامی جہاد میں یہ اولین نکتہ انحراف تھا، جو آگے مزید بڑھتا گیا۔ اس بیان میں بھی شیخ ایمن الظواہری نے آگے چل کر اس موضوع پر بات کی ہے۔ جبکہ اس حوالے سے شیخ سامی العریدی حفظہ اللہ نے اکتوبر ۲۰۱۷ء کے نصف میں '**شهادات حول فك الإرتباط بين جبهة النصرة (فتح الشام) وتنظيم القاعدة**' کے نام سے پانچ دستاویزات جاری کیں اور اس میں اس معاملے پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ قارئین ان دستاویزات کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔ (ادارہ)

کی فہرست میں شامل کیے جانے کا سلسلہ ختم ہو گا اور نہ وہ دیگر مقاصد حاصل ہوں گے جن کے لیے یہ کمزور دلائل پیش کیے گئے تھے۔

اگر واقعی اس سے اتحاد قائم ہو جاتا تو ہم سب سے پہلے اس کا خیر مقدم کرتے اور ان کے اس اقدام سے در گزر کر جاتے، لیکن انھوں نے محض ایک نیا گروہ تشکیل دیا، جس سے حالات مزید پیچیدہ ہو گئے[۲]۔ آج اسی کے نتیجے میں باہمی قتل و قتال، چھاپا مار کارروائیاں، ایک دوسرے کی تاک میں رہنا اور مجاہدین کے درمیان باہمی دشمنی پیدا ہو گئی ہے، جبکہ دشمن روز بروز پیش قدمی کر رہا ہے، نقل مکانی کا سلسلہ جاری ہے، ترکی کے بڑے حملے کا خطرہ سروں پر منڈلا رہا ہے، امریکی منصوبہ شام میں ہر روز اپنے پنجے پھیلا رہا ہے، اور ایران اور حزب اللہ مختلف علاقوں کو نگلتے جا رہے ہیں۔

مزید بر آں، عام مجاہدین کو حقیقت سے بے خبر رکھنے کی پالیسی نے حالات کو اور بھی خراب کر دیا۔ انھیں یہ باور کرایا گیا کہ جو کچھ ہو رہا ہے، وہ سب القاعدہ کی قیادت کی منظوری سے ہو رہا ہے، اور یہ کہ جو شخص القاعدہ کے ساتھ اپنی بیعت پر قائم رہے گا، اسے گرفتار کر لیا جائے گا، کجا یہ کہ وہ القاعدہ کے نام پر کوئی گروہ تشکیل دے۔ پھر القاعدہ کی بیعت پر قائم رہنے والے بھائیوں کے خلاف دباؤ اور تنگی کی پالیسی شروع کی گئی، یہاں تک کہ معاملہ قتل، گرفتاری، حوالگی اور بچوں تک کو ہراساں کرنے کی حد تک جا پہنچا۔

ہم نے معاملات کو سکون اور خاموشی سے درست کرنے اور راستے کو از سرِ نو صحیح رخ پر ڈالنے کے لیے بہت سے خطوط لکھے اور متعدد رابطے کیے۔ اس پوری مدت میں ہم نے یہی طریقِ کار اختیار کیے رکھا اور اہلِ خیر کو بھی اسی کی نصیحت کی۔

ہم نے ایک سال سے زائد عرصے تک بار بار مواقع دیے اور مہلت پر مہلت دیتے رہے، لیکن ہم نے دیکھا کہ حالات مسلسل بگڑتے جا رہے ہیں، تفرقہ و اختلاف بڑھ رہا ہے اور حقوق و حرمتوں پر دست درازی اور ظلم و زیادتی میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ یوں اہلِ شام ایک بڑی مصیبت میں مبتلا ہو گئے اور مجاہدین اس صورتِ حال پر حیران و سرگرداں ہیں۔

لہٰذا میں نے مناسب سمجھا کہ چند مختصر باتیں عرض کروں، جن کے ذریعے حقائق کو ان کے صحیح مقام پر واضح کیا جائے، دلوں کی بے چینی دور کرنے، صفوں کو متحد کرنے اور باہم دل جوڑنے کی کوشش کی جائے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نصیحت کو مجاہدین اور مسلمانوں کے دلوں میں قبولیت عطا فرمائے گا۔ ساتھ ہی میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ میں اور میرے بھائی سب سے

---

[۲] ’جبهة فتح الشام‘ بننے کے بعد اتحاد اور وحدت کا بہانہ بناتے ہوئے ’جبهة‘ نے دیگر جماعتوں کے خلاف پیش قدمی شروع کر دی۔ دوسری جہادی جماعتوں کے خلاف مختلف الزامات عائد کر کے انھیں ختم کرنا اور ان کے افراد کو بزور اپنی جماعت میں ضم کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ نوبت قتل و قتال تک پہنچ گئی اور شام کی جہادی جماعتیں آپس میں لڑنے لگیں۔ گویا جس اتحاد کے لیے ’جبهة‘ نے اول بیعت توڑ کر غدر کا ارتکاب کیا، اب اس اتحاد کی دلیل پر مجاہدین کا ناحق قتل اور انھیں گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مجاہدین کے پاس جس قدر قوت تھی وہ کمزور ہو گئی اور دشمنانِ اسلام مجاہدین کے مقبوضہ علاقوں پر قابض ہو گئے۔ (ادارہ)

بڑھ کر نصیحت کے محتاج ہیں اور ہم اپنے آپ کو کوتاہی سے بری نہیں سمجھتے۔

[شام کا جہاد دفاعی جہاد ہے]

سب سے پہلے میں ایک واضح حقیقت کی تاکید کرنا چاہتا ہوں، اور وہ یہ ہے کہ شام کا جہاد **دفاعی جہاد** ہے۔ فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ اس نوعیت کے جہاد کے لیے کوئی شرط مقرر نہیں، بلکہ حملہ آور دشمن کو حسبِ استطاعت روکا اور پسپا کیا جاتا ہے، اور اس مقصد کے لیے تمام مسلمانوں... نیک و بد اور صالح و فاسق... سے تعاون لیا جاتا ہے۔

[شام کا جہاد پوری امت کا جہاد ہے، نہ کہ صرف شامی مسلمانوں کا جہاد ہے]

دوسری بات یہ ہے کہ شام کا جہاد پوری امتِ مسلمہ کا جہاد ہے۔ یہ کہنا درست نہیں کہ یہ صرف اہلِ شام، اہلِ سوریا، اہلِ ادلب، اہلِ درعا یا اہلِ دمشق کا جہاد ہے۔ اسی طرح کسی شخص سے یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ ''شام سے نکل جاؤ'' یا یہ کہ ''اگر تم یہاں آزادانہ طور پر سرگرم ہو تو مصلحت اسی میں ہے کہ تمہیں نکال دیا جائے''، کیونکہ یہ طرزِ فکر فقہائے کرام کے مقرر کردہ اس اصول کے خلاف ہے کہ تمام مسلم ممالک ایک ہی بستی کی مانند ہیں، مسلمان ایک امت ہیں، ان میں ادنیٰ درجے کا مسلمان بھی سب کی طرف سے عہد و امان دے سکتا ہے، اور وہ اپنے سوا دوسروں کے مقابلے میں ایک متحد قوت ہیں۔ [3]

اہلِ شام اپنے درمیان اس باطل مقولے کی تکرار کیسے قبول کرسکتے ہیں، جبکہ مسلمانوں کے دفاع میں ان کی تابناک تاریخ ہمارے سامنے ہے؟ امام عزالدین بن عبدالسلام کون تھے؟ کیا وہ دمشقی نہیں تھے؟ انھوں نے مصر کی طرف ہجرت کی، تاتاریوں کے خلاف جنگ کی ترغیب دی اور اللہ تعالیٰ نے 'عین جالوت' کے مقام پر مسلمانوں کو ان تاتاریوں پر فتح عطا فرمائی۔ سلیمان حلبی کون تھے؟ کیا انھوں نے 'قاہرہ' میں جنرل کلیبر کو قتل نہیں کیا تھا؟ شیخ عزالدین قسام کون تھے؟ کیا وہ 'لاذقیہ' کے نواحی علاقے 'جبلہ' کے رہنے والے نہیں تھے، جو فلسطین میں جہاد کے لیے نکلے؟ اور ابو مصعب سوری اور ابو خالد سوری کون تھے؟ کیا ان دونوں نے افغانستان کی طرف ہجرت نہیں کی تھی؟

اگر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یا سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ، یا ترک نژاد سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ، کرد نژاد سلطان صلاح

[3] 'جبهة' نے جب دیگر جماعتوں کے خلاف کریک ڈاؤن کیا تو اسی زمانے میں شام کے محاذ پر یہ پروپیگنڈہ بھی شروع ہو گیا کہ شامی جہاد کی مصلحت یہ ہے کہ یہاں صرف شام کے مجاہدین ہوں، دیگر خطوں سے آئے مہاجر مجاہدین کے سبب امریکہ کا دباؤ بڑھتا ہے اور حالات خراب ہوتے ہیں، تو انھیں واپس اپنے علاقوں کی طرف جانے پر مجبور کیا جائے، یا پھر وہ اپنی الگ شناخت ختم کر کے 'جبهة' کے منصوبے کا حصہ بن جائیں۔ یہ دوسرا بڑا اتنازل تھا جو امریکی دباؤ کے تحت 'جبهة' نے قبول کیا، اور مہاجر مجاہدین کی پکڑ دھکڑ شروع کر دی، الا یہ کہ ان میں سے کوئی 'جبهة' کے منصوبے کو مکمل قبول کر لے۔ یہ تو آج کے حالات نے واضح کر دیا کہ یہ امریکی دباؤ نہیں تھا، بلکہ امریکی منصوبہ تھا، اور 'جبهة' اس میں ایک آلے کے طور پر استعمال ہوئی۔ (ادارہ)

الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ، ققفازی سلطان سیف الدین قطز رحمۃ اللہ علیہ یا یمنی شیخ اسامہ بن لادن رحمۃ اللہ علیہ اہلِ شام کے پاس آتے تو کیا وہ ان سے کہتے: 'شام سے نکل جاؤ، تم شامی نہیں ہو؟' اور کیا وہ اس بنا پر ان کا حق غصب کرنے، ان پر پابندیاں لگانے اور ان کی امداد منقطع کرنے کو جائز سمجھتے؟

پھر یہ نیا نعرہ کیا ہے کہ **"ہمارے کوئی بیرونی تعلقات نہیں؟"** اگر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اہلِ شام کے پاس آتے تو کیا ان سے کہا جاتا: "شام سے نکل جاؤ، کیونکہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تمہارے بیرونی تعلقات ہیں؟"

[عہد اور بیعت شریعت کا سنگین معاملہ ہے]

تیسری بات جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں، یہ ہے کہ عہد اور بیعتیں نہایت اہم اور سنگین امور ہیں، جنھیں کھیل تماشا نہیں بنایا جا سکتا، بلکہ شریعت نے انھیں پورا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾ [المائدۃ:۱]

"اے ایمان والو! اپنے عہدوں کو پورا کرو"۔

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدتُّمْ وَلَا تَنقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ○ وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِن بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ﴾ [النحل:۹۱،۹۲]

"اور جب تم نے کوئی معاہدہ کیا ہو تو اللہ سے کیے ہوئے عہد کو پورا کرو، اور قسموں کو پختہ کرنے کے بعد انھیں نہ توڑو، جبکہ تم اپنے اوپر اللہ کو گواہ بنا چکے ہو۔ تم جو کچھ کرتے ہو، یقیناً اللہ اسے جانتا ہے۔ اور جس عورت نے اپنے سوت کو مضبوطی سے کاتنے کے بعد اسے ادھیڑ کر تار تار کر دیا تھا، اس جیسے نہ بن جانا، کہ تم بھی اپنی قسموں کو (توڑ کر) آپس کے فساد کا ذریعہ بنانے لگو"۔

نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا السُّوءَ بِمَا صَدَدتُّمْ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○﴾ [النحل:۹۴]

"اور تم اپنی قسموں کو آپس میں فساد ڈالنے کا ذریعہ نہ بناؤ، جس کے نتیجے میں کسی (اور) کا پاؤں جمنے کے بعد پھسل جائے،

پھر تمھیں (اس کو) اللہ کے راستے سے روکنے کی وجہ سے بری سزا چکھنی پڑے، اور تمھیں (ایسی صورت میں) بڑا عذاب ہو گا"۔

میں یہاں پوری قطعیت کے ساتھ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے کسی شخص کو اس کی بیعت سے آزاد نہیں کیا۔ ہم نے صرف 'ابراہیم البدری'[۴] اور اس کے ساتھیوں کو جماعت سے نکالا تھا، لیکن ہم نے کسی کو بھی اپنی بیعت سے آزاد نہیں کیا، خواہ وہ 'جبهة النصرة' ہو یا کوئی اور۔ نیز ہم نے 'جبهة النصرة' کی بیعت کو خفیہ رکھنے کی بات بھی قبول نہیں کی، بلکہ ہم نے اسے ایک مہلک غلطی قرار دیا تھا۔

ہمارے اور ہم سے بیعت کرنے والے ہر شخص کے درمیان قائم ہونے والی بیعت ایک لازمی معاہدہ ہے، جسے توڑنا حرام اور پورا کرنا واجب ہے۔

[الدولۃ الإسلامیہ کی طرف سے بیعت کے ساتھ کھلواڑ]

مجھے یاد ہے کہ شیخ ابو خالد سوری رحمۃ اللہ علیہ نے... جب میں نے انھیں تنظیم قاعدۃ الجہاد کی طرف سے 'الدولة الإسلامية' اور 'جبهة النصرة' کے درمیان فیصلہ نافذ کرنے کے لیے نمائندہ مقرر کیا... تو مجھے ایک خط لکھا۔ اس میں انھوں نے 'البدری' کے گروہ کے پیروکاروں کی بیعت کے بارے میں لکھا تھا:

"میں آپ سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں رکھتا کہ جب یہ نزاع پیدا ہوا تو اس کے ساتھ بد کرداری اور بہتان تراشی بھی شامل ہو گئی۔

---

[۴] 'ابراہیم البدری' داعش کے سربراہ 'ابو بکر بغدادی' کا اصلی نام ہے۔ ابو بکر بغدادی اور اس کے رفقاء میں ابتداء سے غلو تھا، تاہم کھل کر واضح نہیں ہوا تھا۔ اور یہ لوگ شیخ اسامہ بن لادن رحمۃ اللہ علیہ کے بعد شیخ ایمن الظواہری کو اپنا امیر تسلیم کرتے تھے اور ان کی اطاعت کا دم بھرتے تھے، اس لیے مشائخ نے روز اول سے ان کے قابل اصلاح امور پر انہیں توجہ دلائی۔ جب ۲۰۱۱ء میں شامی انقلاب کا آغاز ہوا اور ۲۰۱۳ء میں وہاں جہاد بھی شروع ہو گیا تو عراق سے بھی بہت سے مجاہدین یہاں جہاد کے لیے آ گئے۔ اس وقت ابو بکر بغدادی نے یہ کیا کہ اپنی تنظیم کو 'الدولة الإسلامية عراق والشام' کا نام دے کر... مسلمانوں کے مشورے کے بغیر... شام میں بھی خود کو امیر قرار دے دیا۔ شیخ ایمن الظواہری نے انھیں اس بات سے منع کیا اور انھیں عراق تک محدود رہنے کا حکم دیا، لیکن انھوں نے اس موقع پر حکم ماننے سے صریح انکار کر دیا اور اپنے مخالفین سے جنگ شروع کر دی۔ اس دوران انھوں نے اپنے اندر موجود غلو اور فکری فساد کا کھل کر اظہار کیا۔ چنانچہ ان منکرات کے سبب فروری ۲۰۱۴ء میں شیخ ایمن الظواہری نے ابو بکر بغدادی اور اس کی جماعت سے برائت کا اعلان کر دیا۔ یہ وہ وقت تھا جب ابو بکر بغدادی نے اپنی مزعومہ خلافت کا اعلان نہیں کیا تھا۔ یوں ابو بکر بغدادی، ابو محمد عدنانی اور ان کے رفقاء غلو میں آگے بڑھتے گئے، انھوں نے ۲۹ جون ۲۰۱۴ء کو خلافت کا اعلان کیا، تمام مسلمانوں پر اپنی بیعت واجب قرار دی، نہ ماننے والے کو باغی قرار دیا۔ اس کے بعد پھر اپنے آپ کو واحد حق جماعت کہنا شروع کیا اور اپنی جماعت کے علاوہ تمام مسلمانوں کی تکفیر شروع کر دی۔ اس وقت پھر امت کے علمائے کرام نے ابو بکر بغدادی کی جماعت پر خوارج کا حکم لگایا اور ان کے ساتھ وہی معاملہ کرنے کا فیصلہ کیا جو خوارج کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ خود اس بیان میں شیخ ایمن الظواہری نے ان کے لیے 'خوارج' اور 'تکفیری' کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یہ وضاحت اس لیے کر دی کہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ القاعدہ اور داعش کے عقائد میں کوئی فرق نہیں، ان کا اختلاف انتظامی نوعیت کا تھا۔ (ادارہ)

اگر آپ قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ یا قاضی ایاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی منصف بنا کر بھیج دیتے، تب بھی وہ راضی نہ ہوتے۔ القاعدہ ان کے نزدیک محض ایک ایسا نام ہے جس سے وہ وحشت محسوس کرتے ہیں، کوئی ایسی تنظیم نہیں جسے وہ حقیقتاً چاہتے ہوں۔ وہ تو صرف اپنی خواہشات کے پیروکار ہیں، لہٰذا جب میں نے ان کی خواہش کی مخالفت کی تو انھوں نے کہا: نہ سنیں گے اور نہ اطاعت کریں گے"۔

اسی بنا پر میں اپنے ان معزز بھائیوں سے... جنھوں نے تنظیم 'قاعدۃ الجہاد' سے بیعت کی ہے... کہتا ہوں:

اے ہمارے محترم اور محبوب بھائیو! تنظیم 'قاعدۃ الجہاد' میں آپ کی بیعت ہمارے لیے باعثِ عزت وافتخار اور ہمارے سروں کا تاج ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اس بیعت کا اہل بنائے، ہمیں آپ کے حسنِ ظن کے مطابق عزت عطا فرمائے اور ہماری ان کوتاہیوں کو معاف فرمائے جن سے آپ واقف نہیں۔

پس اپنے رب سے کیے ہوئے عہد پر ثابت قدم رہو۔ ہر شور و غوغا، شبہے یا پروپیگنڈے سے پریشان نہ ہو اور نہ ہی ہر مرتبہ اجازت طلب کرتے پھرو۔ عہد شکنی کی کثرت سے بچو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا جَمَعَ اللَّهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُرْفَعُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ، فَقِيلَ: هَذِهِ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ.

"جب اللہ (عز وجل) کل قیامت کے دن اولین وآخرین انسانوں کو جمع فرمائے گا تو ہر عہد شکنی کرنے والے کے لیے ایک جھنڈا اٹھایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی عہد شکنی ہے"۔

یہ بیعت ہم پر آپ کی خیر خواہی، رہنمائی، نگہداشت اور خبر گیری کا حق عائد کرتی ہے، اور آپ پر ہماری بات سننے اور اطاعت کرنے کا حق لازم کرتی ہے۔ لہٰذا ایک دوسرے سے محبت والفت رکھنے والے بن کر متحد ہو جاؤ، اللہ کے دوستوں کے لیے سراپا سلامتی اور اس کے دشمنوں کے خلاف پیکرِ جنگ بن جاؤ۔ ہر جگہ مسلمانوں اور مظلوموں کی مدد کرو۔ ہر خیر کے حصول میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی سے مدد مانگی جاتی ہے۔

[مجاہدین کے مطلوب اوصاف]

میں شام میں موجود تنظیم قاعدۃ الجہاد کے اپنے بھائیوں اور سپاہیوں سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ تمام مخلص مجاہدین کے ساتھ تعاون کریں، اجتماعیت پیدا کرنے اور باہمی رخنوں کو پُر کرنے کی کوشش کریں، نیکی کے کاموں میں سبقت لے جائیں، شہادت کے حصول میں ایک دوسرے سے آگے بڑھیں، صفوں میں پیش پیش رہیں اور مجاہدین، مہاجرین، مظلوموں اور تمام مسلمانوں کی خدمت کے لیے سرگرم رہیں۔

وہ جان ومال خرچ کرنے، ایثار وتعاون اور مجاہدین ومسلمانوں کے دلوں کو جوڑنے میں سب سے آگے، جبکہ شر، اختلاف اور

باہمی نزاع و کشمکش میں سب سے پیچھے رہیں۔

میرا انھیں واضح حکم ہے کہ وہ قابض قوتوں، صفوی رافضیوں، صلیبیوں اور دین سے نکل جانے والے خوارج کے خلاف جہاد و قتال میں اپنے تمام مجاہد بھائیوں کے ساتھ تعاون کریں، خواہ وہ ان سے متفق ہوں یا اختلاف رکھتے ہوں۔

تاہم میں انھیں اس بات سے پوری شدت کے ساتھ روکتا اور سختی سے خبردار کرتا ہوں کہ وہ کسی بھی شخص کے ساتھ مسلمانوں کے حقوق پر ظلم، جارحیت اور دست درازی میں تعاون نہ کریں۔ نیز کفار کے ان حقوق کو بھی پامال نہ کریں جنھیں شریعت نے تسلیم کیا ہے۔ کسی حرام خون کو حلال نہ سمجھیں، کسی محفوظ مال پر قبضہ نہ کریں، کسی مسلمان کی آبرو، عزت، شرف اور وقار پر دست درازی نہ کریں، اور نہ کسی ایسے کافر کو اذیت پہنچائیں جس کے حق کو شریعت نے تحفظ دیا ہے۔

میرے علم و گمان کے مطابق میرے بھائی ایسے افعال سے بری ہیں۔ خبردار! کیا میں نے پیغام پہنچا دیا؟ اے اللہ! تو گواہ رہ۔

میں شام میں موجود تنظیم قاعدۃ الجہاد کے اپنے بھائیوں سے یہ بھی چاہتا ہوں کہ وہ اپنی قیادت کے ساتھ مسلسل رابطے میں رہیں۔ ان کی قیادت اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق سے ہر روز ان کی خدمت کے لیے موجود ہے۔

[ہم ہر جگہ اتحاد کی دعوت دیتے ہیں]

چوتھی بات یہ ہے کہ ہم شام اور شام سے باہر ہر جگہ اتحاد کی دعوت دیتے ہیں۔ شام میں موجود ہمارے بہت سے بھائیوں کو یاد ہو گا کہ شامی جہاد کے آغاز ہی سے ہم بار بار اتحاد کی دعوت دیتے رہے ہیں۔ انھیں یہ بھی یاد ہو گا کہ جب شام کے محاذ پر '**الجبهة الاسلامیه**' کا اعلان ہوا تو میں نے اپنے دونوں بھائیوں... شیخ ابو خالد سوری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ جولانی وفقہ اللہ... کو یہ پیغام بھیجا تھا کہ 'جبهة النصرة' اس محاذ کے ساتھ متحد کیوں نہیں ہو جاتی؟ میں نے ان دونوں کو اس اتحاد کے لیے کوشش کرنے کی ترغیب دی اور یہ کہا کہ جب کسی بات پر اتفاق ہو جائے تو اولاً مجھے اس کی اطلاع دیں۔

[تنظیم قاعدۃ الجہاد کی دستبرداری کی دو بنیادی شرائط]

میں شام میں موجود اپنے بھائیوں کو یاد دلاتا ہوں کہ تنظیم قاعدۃ الجہاد بارہا یہ اعلان کر چکی ہے کہ وہ 'جبهة النصرة' کے ساتھ اپنے تنظیمی تعلق سے دست بردار ہونے کے لیے تیار ہے، بشرطیکہ درج ذیل دو امور پورے ہو جائیں، جن کے علاوہ کوئی تیسری شرط نہیں۔

پہلی شرط یہ کہ شام کے تمام مجاہدین متحد ہو جائیں۔

دوسری شرط یہ کہ شام میں ایک اسلامی حکومت قائم ہو اور اہلِ شام اپنے لیے ایک امام منتخب کر لیں۔

تب، اور صرف تب [5]... اس سے پہلے نہیں... ہم اپنے تنظیمی تعلق سے دست بردار ہو جائیں گے، اہلِ شام کے منتخب کردہ نظم میں مکمل طور پر ضم ہو جائیں گے اور ہمارے درمیان صرف اسلام اور جہاد کا رشتہ باقی رہے گا۔

لیکن یہ بات کہ اتحاد کے بغیر نئی نئی تنظیمیں بنتی رہیں اور ان میں شمولیت و علیحدگی کا بے مقصد سلسلہ بار بار دہرایا جاتا رہے، ہم نے اسے مسترد کیا ہے۔

میرے علم کی حد تک یہ تنظیم قاعدۃ الجہاد کا ایک ایسا امتیازی اقدام ہے جو ہمارے زمانے میں کسی دوسری جماعت نے نہیں کیا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اسے خالص اپنی رضا کے لیے قبول فرمائے۔

آخر میں، میں دو پیغامات دینا چاہتا ہوں۔

[’القاعدہ‘ اتحاد کی راہ میں رکاوٹ نہیں]

پہلا پیغام شام میں بسنے والے مسلمانوں کے نام ہے۔ میں ان سے کہتا ہوں:

امریکا کے پھیلائے ہوئے خوف و ہراس اور اس کے اس جھوٹے پروپیگنڈے پر یقین نہ کرو کہ ’القاعدہ‘ ہی شام کی تمام مصیبتوں کا سبب ہے اور اسے شام سے نکال دینا تمام مسائل کے حل کی کنجی ہے۔

کیا بعض لوگوں سے یہ نہیں کہا گیا تھا کہ ’القاعدہ‘ سے الگ ہو جاؤ تو بمباری رک جائے گی؟ کیا بمباری رک گئی؟

ان سے کہا گیا کہ ’القاعدہ‘ سے دور ہو جاؤ تاکہ تمہیں دہشت گرد قرار نہ دیا جائے، تو کیا انھیں دہشت گرد قرار نہیں دیا گیا؟

ان سے کہا گیا کہ ’القاعدہ‘ سے الگ ہو جاؤ تو اتحاد قائم ہو جائے گا، تو کیا اتحاد قائم ہو گیا؟

میرے مسلمان شامی بھائیو! اتحاد کے سلسلے میں ہونے والے نزاعات، لڑائیوں اور باہمی کشمکش سے ’القاعدہ‘ کا کوئی تعلق نہیں۔

---

[5] ’القاعدہ‘ کے منہج میں یہ نکتہ بہت واضح ہے۔ ’القاعدہ‘ اپنے آپ کو کبھی اس منصب پر فائز نہیں کرتی کہ امت کی قیادت وہ ہے، بلکہ وہ خود کو امت کا ایک گروہ سمجھتی ہے۔ ’القاعدہ‘ کا منہج ہے کہ امت میں وحدت قائم ہونی چاہیے اور حاکم کا انتخاب مسلمانوں کے مشورہ سے ہونا چاہیے۔ چنانچہ ایسا اتحاد جس میں اللہ کے دشمن مغرب نواز سیکولر و لبرل لوگ بھی برابر کے حصہ دار ہوں، تو یہ نہ امت کا اتحاد ہے اور نہ یہ مسلمانوں کا مشورہ ہے، بلکہ یہ مغرب کا ایجنڈا ہے۔
اسی طرح یہ بات بھی بالکل واضح ہے کہ ’القاعدہ‘ اسی حاکم کے حق میں دستبردار ہوتی ہے جو شریعت کو نافذ کرے۔ ہم کسی ایسے حاکم کو شرعی ولی الامر نہیں تسلیم کرتے جو شریعت نافذ نہ کرے اور سیکولر قوانین اور سیکولر نظام رائج کرے۔ یاد رہے کہ بشار کی حکومت گرنے کے بعد القاعدہ نے ’حراس الدین‘ کا نظم تحلیل کیا، مگر شامی زمین سے القاعدہ کا وجود ختم کرنے کا اعلان نہیں کیا ہے، وہ شام میں اسلامی حکومت کے قیام کی آج بھی دعوت دیتی ہے جبکہ صلیبی صہیونی دشمن کے خلاف صف بندی پر زور دیتی ہے (ادارہ)

جو لوگ اتحاد نہیں چاہتے، تم انھیں اچھی طرح جانتے ہو، لہٰذا ان پر دباؤ ڈالو۔

جو معاملہ ایک منٹ میں پورا ہو سکتا ہے، یہ اس کے لیے دہائیوں تک الجھنے کو تیار بیٹھے ہیں، اس میں 'القاعدہ' کا کیا قصور ہے؟

'القاعدہ' تو ان سے کہتی ہے کہ متحد ہو جاؤ، اہلِ شام اپنے لیے ایک امام منتخب کر لیں، اور 'القاعدہ' سب سے پہلے اس کی تائید کرے گی، پھر وہ متحد کیوں نہیں ہوتے؟

[شام میں 'القاعدہ' کا مثبت کردار، جبکہ اس کے خلاف ہونے والی سازش]

میرا دوسرا پیغام اپنے محبوب اور ہمارے سروں کے تاج، شام کے بہادر مجاہدین کے نام ہے۔ میں ان سے کہتا ہوں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○﴾ [الأنفال: ۴۵،۴۶]

"اے ایمان والو! جب تمہارا کسی گروہ سے مقابلہ ہو جائے تو ثابت قدم رہو، اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرو، تاکہ تمہیں کامیابی حاصل ہو۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور آپس میں جھگڑا نہ کرو، ورنہ تم کمزور پڑ جاؤ گے، اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، اور صبر سے کام لو۔ یقین رکھو کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔

کیا عہد شکنی میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے؟ اور کیا باہمی نزاع تمہیں فتح و نصرت تک پہنچائے گا یا ناکامی سے دوچار کرے گا؟

ہم عجیب و غریب باتیں سنتے ہیں۔ ایک بھائی کہتا ہے: "شیخ ابو فلاں نے ہمیں فتویٰ دیا ہے کہ جو شخص 'القاعدہ' کی دعوت دے، اسے گرفتار کر لیا جائے"۔

اے ابو فلاں! تم اس وقت کہاں تھے جب شام میں 'القاعدہ' سے مدد کی فریاد کی جاتی تھی اور اس کے نام پر بیعتیں لی جاتی تھیں؟

کیا اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے شام میں 'ابراہیم البدری' کو شکست دینے، اس کے دجل و فریب اور جھوٹے پروپیگنڈے کا مقابلہ کرنے کے لیے 'القاعدہ' کو سب سے بڑے اسباب میں سے ایک سبب نہیں بنایا؟ کیا 'القاعدہ' ہی نے یہ حقیقت واضح نہیں کی تھی کہ شیخ ابو خالد سوری رحمۃ اللہ علیہ کے قاتل نئے تکفیریوں (یعنی داعش) میں سے تھے؟

کیا یہ 'القاعدہ' ہی نہیں تھی جس نے 'ابراہیم البدری' اور اس کے گروہ کو اپنی جماعت سے نکالا؟ کیا اسی نے دلائل و دستاویزات کے ذریعے اس کے جھوٹ، دجل اور بہتان کو بے نقاب نہیں کیا؟ اور کیا اسی نے اس کی نام نہاد 'خلافت' سے شرعی جواز نہیں

چھینا؟

اگر خدانخواستہ 'البدری' کے مقابلے میں 'القاعدہ' سستی دکھاتی یا حق بات واضح کرنے سے پیچھے ہٹ جاتی تو 'البدری' 'جبهة النصرة' کو نگل چکا ہوتا، اور اگر وہ 'جبهة النصرة' کو نگل لیتا تو آج شام میں اس کا نام و نشان باقی نہ رہتا، باقی غیب کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ لیکن 'القاعدہ' ہی تھی جو اس کے حلق میں کانٹا بن کر کھڑی ہوئی اور اسی نے اس سے شرعی حیثیت چھینی، چنانچہ اس نے اپنے شدید بغض کے باعث اپنے لشکر اور جتھے 'القاعدہ' کے خلاف جھونک دیے۔

جب 'القاعدہ' کی قیادت نے 'داعش' اور 'جبهة النصرة' کے درمیان نزاع کا فیصلہ صادر کیا تو شام خوشی سے جھوم اٹھا۔ شیخ جولانی... اللہ انہیں توفیق دے... نے اس وقت ہمیں پیغام بھیجا کہ یہ ایک تاریخی فیصلہ ہے۔ پھر اب ایسا کیا ہو گیا کہ وہ فیصلہ محض تاریخ کا حصہ بن کر رہ گیا؟

[فک الارتباط کا فتنہ اور اس کے لیے جھوٹی تاویلات]

جب 'البدری' اور اس کے فریب کار ساتھی اپنے باطل دعووں کے ذریعے شام میں مجاہدین کے اتحاد کو خطرے میں ڈال رہے تھے تو فوراً 'القاعدہ' سے بیعتیں ہونے لگیں اور مختلف اطراف سے ہم پر پیغامات کی بارش ہو گئی کہ شام کو بچائیے، لیکن جب 'البدری' کا خطرہ ٹل گیا تو خود ساختہ اور نو ایجاد اصطلاحات سامنے آنے لگیں، جیسے **فکِ ارتباط، ربطِ احتکاک اور فرطِ ارتباط**۔ حالانکہ ہمارے محترم بھائی عبد الرحیم عطون نے شیخ طرطوسی ... اللہ دونوں کو توفیق دے... کے جواب میں، نیز مجلہ **ایحاءات جہادیة** سے گفتگو کرتے ہوئے واضح کیا تھا کہ ان کے اور القاعدہ کے درمیان محض تنظیمی تعلق نہیں، بلکہ بیعت ہے۔

پھر طرح طرح کی تاویلوں کا سلسلہ چل پڑا؛ اہلِ شام کی مصلحت، بمباری کا خاتمہ، دہشت گرد قرار دیے جانے سے بچاؤ، شام میں مجاہدین کا اتحاد اور اہلِ سنت کا منصوبہ۔ بار بار اہلِ سنت کے منصوبے کی بات کی جاتی ہے، مگر کیا یہ واقعی اہلِ سنت کا منصوبہ ہے یا خود اہلِ سنت کے درمیان جنگ و جدال کا منصوبہ؟[6]

[6] یہ بات واضح ہے کہ ہر چیز پر مقدم اسلام اور مسلمانوں کی مصلحت اور شریعت کے احکامات ہیں، لیکن ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم اپنی نفسانی خواہشات اور اپنی ذاتی اغراض کے لیے شریعت سے دلائل تلاش کر لیتے ہیں، بالکل ایسے ہی جیسے گمراہ فرقے بھی اپنے گمراہ عقائد کے لیے قرآن و سنت سے دلائل بیان کرتے ہیں۔ جہاد میں بھی یہی معاملہ ہے کہ ہم کسی عہد کے توڑنے یا کسی مسلمان کی جان لینے میں بھی کوئی بہانہ گھڑ لیتے ہیں، لیکن ہم اس کے وبال سے نہ دنیا میں بچ سکیں گے اور نہ آخرت میں۔ وحدت اور اتحاد یقیناً اسلام کا حکم ہے، لیکن اس کے لیے دوسرے مخلص مسلمانوں کو قتل کرنا اپنے تغلب اور تسلط کو قائم کرنے کا راستہ تو ضرور ہے، لیکن وحدت قائم کرنے کا راستہ نہیں۔ یہی شام میں ہوا کہ اتحاد کے نام پر اہل السنة کے درمیان خانہ جنگی شروع ہو گئی اور مسلمان کفار کے مقابلے میں ضعیف ہو گئے۔ پھر اس ضعف کا نتیجہ تھا کہ مغربی طاقتوں نے مجاہدین کو اپنے مقصد کے لیے استعمال کیا۔ اور آج وہ شامی حکومت میں ایسی جگہ کھڑے ہیں کہ جس دن مغربی طاقتوں کو انکار کریں گے، حکومت چلی جائے گی، اور اگر ان کا کہا مانتے رہیں گے تو کبھی اسلام کے احکام نافذ نہیں کر سکیں گے۔ (ادارہ)

ایک سال سے زیادہ عرصے تک ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان خط وکتابت اور رابطوں کا سلسلہ جاری رہا۔ ہم کہتے رہے: اے محترم بھائیو! یا تو شام کے مجاہدین کو متحد کر دیا اپنی اصل جماعت کی طرف لوٹ آؤ، لیکن جواب میں صرف تاویلیں اور ٹال مٹول سننے کو ملتی رہی اور مرکب قسم کے اعتراضات اٹھائے جاتے رہے کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ اہلِ شام پر بمباری ہو؟ کیا آپ اتحاد کی راہ روکنا چاہتے ہیں؟

[امت کی سطح پر بڑا اتحاد]

بھائیو! اللہ کے فضل واحسان سے تم اس اتحاد سے بھی بڑے اتحاد کا حصہ ہو، جسے تم قائم کرنا چاہتے ہو۔ تم تنظیم قاعدۃ الجہاد میں شامل ہو، جس نے امارتِ اسلامیہ سے بیعت کر رکھی ہے اور جو ایک وسیع جہادی اجتماع کا حصہ ہے۔

لیکن جواب آتا ہے کہ 'نہیں، 'القاعدہ' ایک ایسا منصوبہ ہے جس کا زمانہ گزر چکا اور جواب ختم ہو چکا ہے، آج امت کے جہاد کا دور ہے، تنظیموں کا نہیں'، حالانکہ خود یہ لوگ تنظیمی کشمکش میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ پھر کہا جاتا ہے کہ 'القاعدہ' ہم پر مصیبتیں لاتی ہے، اور اہلِ شام کی مصلحت کہاں ہے؟

بھائیو! ہم نے تمہیں کب مجبور یا بے بس کیا؟ ہم نے کب تمہیں کسی تیز دھار چُھری یا جان لیوا گولی سے دھمکایا؟

اگر خوف، اضطراب اور ہنگامی نوعیت کی ایک محدود آزمائش ہی میں ہمارا باہمی حال یہ ہے تو اقتدار واختیار حاصل ہو جانے کے بعد ہم ایک دوسرے کے ساتھ کیا سلوک کریں گے؟

ہم کسی سے نہ بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکر گزاری، لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے بھائی ہم پر کھلا ظلم کر رہے ہیں۔

وظُلمُ ذوي القُربى أشَدُّ مَضَاضَةً ‍ ‍ ‍ ‍ على المرءِ من وَقْعِ الحُسامِ المُهنّدِ

(ترجمہ: اپنوں کا ظلم دل پر تیز دھار تلوار کی ضرب سے بھی زیادہ گراں گزرتا ہے۔)

اے شیخ ابو فلاں! کیا نعمت کا شکر یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظالم وجابر 'ابراہیم البدری' کے شر سے ہمیں نجات دی تو اب ہم ایسی روش اختیار کریں جس سے یہ نعمت ہم سے چھین لی جائے اور اللہ تعالیٰ ہمیں کسی دوسرے ظالم وجابر شخص کے ذریعے آزمائش میں مبتلا کر دے؟

[اہلِ جہاد کا باہمی تعلق محبت ونصرت، نہ کہ دھونس، دھمکی اور نزاع وسختی]

اے شیخ ابو فلاں! جس 'القاعدہ' کی طرف دعوت دینے والوں کو آج تم گرفتاری کی دھمکی دیتے ہو، یہی وہ 'القاعدہ' ہے جس کے منہج سے اپنی وابستگی پر ہمارے محبوب شیخ ابو خالد سوری رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ زور دیا کرتے تھے۔

انھوں نے جمادی الثانی ۱۴۳۴ھ میں مجھے ایک خط لکھا تھا، جس کے آخر میں یہ خوب صورت کلمات درج تھے:

”محترم شیخ! جان لیجیے کہ میں نے اپنے افکار، منہج اور مقصد میں نہ کوئی تبدیلی کی ہے اور نہ اپنے سابقہ راستے سے ہٹا ہوں۔ ہمارے درمیان جو محبت تھی، وہ آج بھی اسی طرح قائم ہے، بلکہ اس میں مزید اضافہ اور استحکام ہوا ہے۔ میں آج بھی آپ کا وہی خیر خواہ، امانت دار اور محبت کرنے والا بھائی ہوں، جیسا آپ مجھے پہلے سے جانتے ہیں“۔

آگے چل کر انھوں نے لکھا:

”آخر میں، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو اسلام کے ذریعے عزت بخشے، اسلام کو آپ کے ذریعے سربلند کرے، آپ کو مسلمانوں کے لیے ایک قیمتی سرمایہ بنا کر محفوظ رکھے اور ہمیں غوطۂ دمشق میں اپنی اطاعت پر، اس کے حکم سے فاتحین کی حیثیت سے جمع فرمائے“۔

اللہ تعالیٰ ابو خالد پر رحم فرمائے۔

انہوں نے مجھ سے یہ نہیں کہا تھا: ”اگر تم شام آئے تو یا ہماری امارت کے ماتحت ہو جاؤ گے یا تمہیں گرفتار کر لیا جائے گا“۔

انھوں نے مجھ سے یہ بھی نہیں کہا تھا: ”ہم تمہیں کوئی نئی جماعت قائم کرنے کی اجازت نہیں دیں گے“۔ سبحان اللہ! کیا شام میں ’القاعدہ‘ ہی اب نئی جماعت بن گئی ہے؟

پھر ہمارے درمیان پائی جانے والی وہ محبت کہاں چلی گئی؟ اس کی جگہ سختی، نزاع، سنگ دلی اور بیعتوں سے چھٹکارا پانے کی تدبیروں اور منصوبہ بندی نے کیوں لے لی؟ بھائیوں کو الگ تھلگ کرنے، انھیں نکال باہر کرنے اور ان پر قدغنیں عائد کر کے دبانے کی کوششیں کیوں ہونے لگیں؟

کیا یہ فتح و نصرت کے اسباب ہیں یا شکست و ناکامی کی تمہید؟

[شام سے ’القاعدہ‘ کو نکالنا، آخری شامی مجاہد تک کو نکالنے کا منصوبہ ہے]

دشمنوں کا ’القاعدہ‘ کو شام سے نکالنے کا منصوبہ درحقیقت شام سے آخری شامی مجاہد کو بھی نکال باہر کرنے کی غرض سے بنایا گیا ہے۔

میں یہ بات ایک بار پھر دہراتا ہوں، اسے اچھی طرح سن لو: دشمنوں کا ’القاعدہ‘ کو شام سے نکالنے کا منصوبہ دراصل شام سے آخری شامی مجاہد کو بھی نکال دینے کا منصوبہ ہے۔

مصری صدر ’محمد مرسی‘ کا انجام ہر صاحبِ عبرت کے لیے ایک سبق ہے، جبکہ جبری نقل مکانی کا سلسلہ بھی اس وقت پوری

شدت کے ساتھ جاری ہے۔

اے فتویٰ دینے والے! کیا تم میرے ساتھ شیخ ابو خالد سوری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی گرفتار کرتے، اس لیے کہ وہ فکر، منہج اور مقصد کے اعتبار سے 'القاعدہ' کے منہج پر قائم تھے؟

اے ابو خالد! اللہ آپ پر رحم فرمائے، ہم نے آپ کی کمی شدت سے محسوس کی ہے۔

معاملہ صرف مردوں کی گرفتاری تک محدود نہیں رہا، بلکہ صابر و ثابت قدم مہاجر خواتین کو بھی گرفتار کیا جارہا ہے اور ان کے بچوں سے پوچھ گچھ کی جارہی ہے۔

ہم اس پستی تک کیوں پہنچے؟ کیا یہ صورتِ حال رک کر غور کرنے کی محتاج نہیں؟ بلکہ بار بار سنجیدگی سے جائزہ لینے کی متقاضی نہیں؟

[بیعت توڑنا حرام ہے، جبکہ شام کے جہاد میں بیعت توڑنا عام ہے]

ایک اور شخص کہتا ہے: "شیخ فلاں اور شیخ ابو فلاں نے ہمیں 'القاعدہ' کی بیعت توڑنے کا فتویٰ دیا ہے"۔ اے محترم بھائی! پھر قیامت کے دن انھی دونوں کو بلا لینا، تاکہ وہ تمہاری طرف سے اس بیعت کا بوجھ اٹھائیں، اس دن جب ہر عہد شکن کے لیے ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا۔ کیا وہ اس دن تمہاری طرف سے جواب دہ ہوں گے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ﴾ [عبس: ۳۷]

"ان میں سے ہر ایک کو اس دن اپنی ایسی فکر ہوگی کہ اسے دوسروں کا ہوش نہیں ہوگا"۔

کیا تم 'البدری' اور اس کے گروہ کی اس بنا پر مذمت نہیں کرتے تھے کہ ان کی کوئی شرعی حیثیت نہیں، کیونکہ انھوں نے 'القاعدہ' کی بیعت توڑ دی تھی؟ پھر جس چیز کو تم دوسروں کے لیے حرام قرار دیتے ہو، اسے اپنے لیے کیسے حلال سمجھتے ہو؟

﴿أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ﴾ [البقرۃ: ۴۴]

"کیا تم (دوسرے) لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو، اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو؟"

یہ معاملہ کسی ایک جماعت تک محدود نہیں رہا، بلکہ شام میں بیعتوں کی حالت ریلوے اسٹیشن جیسی ہوگئی ہے؛ کچھ مسافر آرہے ہیں، کچھ روانہ ہو رہے ہیں، بعض محض گزر رہے ہیں، کچھ الوداع کہہ کر جدا ہو رہے ہیں، کچھ آنے والوں کا استقبال کر رہے ہیں،

کچھ ملازمین کام سے رکے ہوئے ہیں اور کچھ تماشائی حیرت و سر گردانی میں کھڑے ہیں۔

میرے بھائیو! بیعت ایک شرعی معاہدہ ہے اور شریعت کے اوامر و نواہی کا احترام، دین کے بنیادی اصولوں میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ عِندَ رَبِّهِ﴾ [الحج:۳۰]

"یہ ساری باتیں یاد رکھو، اور جو شخص ان چیزوں کی تعظیم کرے گا جن کو اللہ نے حرمت دی ہے، تو اس کے حق میں یہ عمل اس کے پروردگار کے نزدیک بہت بہتر ہے"۔

نیز اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ﴾ [الحج:۳۲]

"یہ ساری باتیں یاد رکھو، اور جو شخص اللہ کے شعائر کی تعظیم کرے تو یہ بات دلوں کے تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے"۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [النور:۶۳]

"لہذا جو لوگ اس کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں، ان کو اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی آفت نہ پڑے، یا انھیں کوئی دردناک عذاب نہ آپکڑے"۔

[شریعت کے احکام سے روگردانی کی نحوست]

اے میرے بھائیو، میرے بیٹو اور میرے سر کے تاج، مجاہدینِ شام!

ان تغیرات اور نشیب و فراز سے پہلے اپنی حالت پر نظر ڈالو۔ نہایت مختصر مدت میں شہر اور صوبے فتح ہوئے، دشمنوں کو شکست ہوئی، تمہیں عظیم غنیمتیں حاصل ہوئیں، تمہارے دشمن تمہارے پرچموں سے خوف کھانے لگے اور اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد فرمائی۔ پھر ان تبدیلیوں اور انقلابات کے بعد کی حالت دیکھو، خصوصاً اس وقت کے بعد جب امریکا کا خوف دلوں میں سرایت کر گیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو یاد کرو:

﴿وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُم بِإِذْنِهِ حَتَّىٰ إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُم مِّن بَعْدِ مَا أَرَاكُم مَّا تُحِبُّونَ مِنكُم مَّن يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنكُم مَّن يُرِيدُ الْآخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ

لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنكُمْ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ﴾[آل عمران:۱۵۲]

”اور اللہ نے یقیناً اس وقت اپنا وعدہ پورا کر دیا تھا جب تم دشمنوں کو اسی کے حکم سے قتل کر رہے تھے، یہاں تک کہ تم نے کمزوری دکھائی اور حکم کے بارے میں باہم اختلاف کیا، اور جب اللہ نے تمہاری پسندیدہ چیز تمہیں دکھائی تو تم نے (اپنے امیر کا) کہنا نہیں مانا۔ تم میں سے کچھ لوگ وہ تھے جو دنیا چاہتے تھے اور کچھ لوگ وہ تھے جو آخرت چاہتے تھے۔ پھر اللہ نے ان کافروں سے تمہارا رخ پھیر دیا تاکہ تمہیں آزمائے۔ البتہ اب وہ تمہیں معاف کر چکا ہے، اور اللہ مومنوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے“۔

اے اللہ! ہمیں معاف فرما، اپنے فضل سے ہمیں رزق عطا کر اور ہمارے اعمال کی وجہ سے ہمارا مؤاخذہ نہ فرما۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک باب قائم کیا ہے: **”قتال سے پہلے نیک عمل“**۔ پھر انھوں نے سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

إِنَّمَا تُقَاتِلُونَ بِأَعْمَالِكُمْ.

”تم اپنے اعمال کے بل بوتے پر لڑتے ہو“۔[٦]

اور شیخ فلاں کہتے ہیں: ”ہم کسی بھی صورت نئی جماعت قائم کرنے کی اجازت نہیں دیں گے“۔

حالانکہ اس شیخ کے امیر اور استاد، شیخ ابو خالد سوری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جب میں نے ’داعش‘ اور ’جبهة النصرة‘ کے درمیان پیدا ہونے والے تنازعے کے سلسلے میں انہیں ’القاعدہ‘ کی قیادت کا نمائندہ مقرر کیا... اسی ’القاعدہ‘ کا، جسے اب ان لوگوں نے ایسی نئی جماعت قرار دے دیا ہے جس کے قیام کی اجازت نہیں دی جا سکتی... تو شیخ ابو خالد رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے محبت اور ادب سے لبریز ایک خط لکھا، جس میں درج تھا:

”میرے محبوب شیخ ابو الفتح کے نام؛ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت اور نگہبانی فرمائے۔

کئی دشوار گزار برسوں اور سخت دنوں کے بعد کسی چیز نے میرے دل کو اتنا مانوس، سینے کو اتنا کشادہ اور خوشی کو اتنا تازہ نہیں کیا، جتنا آپ کے گرامی نامے نے کیا“۔

آگے چل کر انھوں نے لکھا:

”اگر آپ نے مجھے ’الدولة الاسلامیہ عراق‘ اور ’جبهة النصرة‘ کے درمیان پیدا ہونے والے بحران کے حل میں معاون و مددگار کے طور پر منتخب کیا ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ میں آپ کے لیے ایک نیک اور مخلص رازدار مشیر اور ایسا رہنما

---

[٦] صحيح البخاري، كتاب الجهاد والسير، باب عمل صالح قبل القتال

ثابت ہوں جو اپنی قوم سے جھوٹ نہیں بولتا"۔

پھر ایسا کیا بدل گیا؟ اور یہ تبدیلی کیوں آ گئی؟

[ہم ملا محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ اور ملا اختر منصور رحمۃ اللہ علیہ کی درسگاہ کے تربیت یافتہ ہیں، جو وفا اور اعلی اخلاق کا درس دیتی ہے]

ایک دوسرے محترم شیخ ایک عمومی اجتماع میں کھڑے ہو کر خطاب کرتے ہیں: "القاعدہ ختم ہو چکی ہے، القاعدہ کو بھول جاؤ۔"

سبحان اللہ! اے عزیز! تم بھی میری ہی طرح ایک بے بس، زیرِ تعاقب اور مطلوب شخص ہو۔ مصیبتیں آخر تمام مصیبت زدگان کو یکجا کر دیتی ہیں۔

کیا تم یہ پسند کرو گے کہ 'القاعدہ' تمہارے بارے میں کہے: "فلاں کا دور ختم ہو گیا، اب اسے بھول جاؤ؟"

ان شاء اللہ، ہم ایسا کبھی نہیں کہیں گے۔ اے عزیز! کیا تم جانتے ہو کیوں؟

اس لیے کہ ہم ملا محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ اور ملا محمد اختر منصور رحمۃ اللہ علیہ کی درس گاہ کے تربیت یافتہ ہیں؛ یعنی امارتِ اسلامیہ کی اس درس گاہ کے، جو وفاداری، اعلیٰ اخلاق، پناہ لینے والے کی حفاظت اور اس مقصد کے لیے اپنی جان اور دنیا قربان کر دینے کا سبق دیتی ہے۔

یہ وہ درس گاہ ہے جس پر ہمارے سردار کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار صادق آتے ہیں:

وَإِذَا نَزَلْتَ لِيَمْنَعُوكَ إِلَيْهِمُ   أَصْبَحْتَ عِنْدَ مَعَاقِلِ الْأَغْفَارِ

(ترجمہ: "جب تم ان کی پناہ میں آؤ تاکہ وہ تمہاری حفاظت کریں، تو تم خود کو مضبوط اور محفوظ قلعوں کے اندر پاؤ گے"۔)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ.

"مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے اکیلا چھوڑتا ہے اور نہ اسے حقیر جانتا ہے"۔[8]

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے:

الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ.

[8] صحیح مسلم (۲۵۶۴)

”مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے کسی کے حوالے کرتا ہے“۔[9]

[ہمارے اخلاق اور ہمارے مخالفین کے اخلاق کا موازنہ، شاعر مقنع کندی کے اشعار میں]

وَإِنَّ الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَ بَنِي أَبِي ۔۔۔ وَبَيْنَ بَنِي عَمِّي لَمُخْتَلِفٌ جِدًّا

(ترجمہ: ”میرے اور میرے سگے و چچازاد بھائیوں کے باہمی رویّے میں بڑا فرق ہے۔)

أَرَاهُمْ إِلَى نَصْرِي بِطَاءً، وَإِنْ هُمُ ۔۔۔ دَعَوْنِي إِلَى نَصْرٍ أَتَيْتُهُمْ شَدًّا

(میں دیکھتا ہوں کہ وہ میری مدد میں دیر کرتے ہیں؛ لیکن جب وہ مجھے اپنی مدد کے لیے بلائیں تو میں پوری سرعت سے ان کے پاس پہنچتا ہوں۔)

فَإِنْ يَأْكُلُوا لَحْمِي وَفَرْتُ لُحُومَهُمْ ۔۔۔ وَإِنْ يَهْدِمُوا مَجْدِي بَنَيْتُ لَهُمْ مَجْدًا

(اگر وہ میری غیبت کر کے میری آبرو پر حملہ کریں تو میں ان کی آبرو محفوظ رکھتا ہوں؛ اور اگر وہ میری عزت ڈھائیں تو میں ان کے لیے عزت وعظمت کی عمارت تعمیر کرتا ہوں۔)

وَإِنْ بَادَهُونِي بِالْعَدَاوَةِ لَمْ أَكُنْ ۔۔۔ أُبَادِهُهُمْ إِلَّا بِمَا يَنْعَتُ الرُّشْدَا

(اگر وہ خود مجھ سے دشمنی کی ابتداء کریں تب بھی میں ان کے مقابلے میں وہی طرزِ عمل اختیار کرتا ہوں جسے عقل وہدایت درست قرار دیتی ہے۔)

وَإِنْ قَطَعُوا مِنِّي الْأَوَاصِرَ ضِلَّةً ۔۔۔ وَصَلْتُ لَهُمْ مِنِّي الْمَحَبَّةَ وَالْوُدَّا

(اور اگر وہ غلطی میں مبتلا ہو کر مجھ سے تمام رشتے توڑ دیں تو میں اپنی طرف سے ان کے ساتھ محبت اور دوستی کا رشتہ جوڑے رکھتا ہوں“۔)

اگر ہمارے بھائی ہماری بھلائیوں، ہمارے احسانات اور ہمارے معاہدوں کو فراموش کر دیں تو ہم اس کے بدلے میں ہرگز ایسا نہیں کریں گے، بلکہ ہم ان کے احسانات، بھلائیوں اور عطاؤوں کے معترف رہیں گے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کرتے رہیں گے کہ وہ ہمارے اور ان کے اعمال قبول فرمائے۔ اس حوالے سے اسی قصیدے کے آخری اشعار بھی پیشِ خدمت کرتا ہوں:

عَلَى أَنَّ قَوْمِي مَا تَرَى عَيْنُ نَاظِرٍ ۔۔۔ كَشَيْبِهِمُ شَيْبًا وَلَا مُرْدِهِمْ مُرْدَا

---

[9] صحيح البخاري (٢٤٤٢) (٦٩٥١)

بِفَضْلٍ وَأَحْلَامٍ وَجُودٍ وَسُؤْدَدٍ   وَقَوْمِي رَبِيعٌ فِي الزَّمَانِ إِذَا اشْتَدَّا

(ترجمہ: "میرے قبیلے کے بوڑھوں اور جوانوں جیسے لوگ کسی دیکھنے والی آنکھ نے نہیں دیکھے۔ وہ فضیلت، دانش، سخاوت اور سرداری کے پیکر ہیں، اور جب زمانہ سخت ہو جائے تو میری قوم بہار بن کر آتی ہے"۔)

[باہمی قتل وقتال کا منصوبہ]

معاملہ صرف القاعدہ کے احسانات فراموش کرنے تک محدود نہیں رہا، بلکہ شام کا جہادی میدان باہمی نزاع کا ایسا جنگل بن چکا ہے جہاں تمام فریق ایک دوسرے پر الزامات اچھالتے ہیں، ایک دوسرے پر فتووں کی گولہ باری کرتے ہیں اور ہر شخص کو اپنے مخالف کے فتووں سے ایسا خوف لاحق ہے، جیسا کہ کسی لشکر سے خوف لاحق ہوتا ہے۔

وعدے اور عہد تو منعقد ہوتے ہی توڑے جانے لگے ہیں، مفاد کے میدان میں وعدوں اور معاہدوں کے بخرے کیے جا رہے ہیں۔ ایک شخص اتحاد کے معاہدے پر دستخط کرتا ہے اور دوسرے ہی دن اس سے جان چھڑانے لگتا ہے۔ دوسرا کہتا ہے: "میں اپنی بیعت پر قائم ہوں، مگر خفیہ طور پر"، پھر کچھ مدت بعد وہ بھی اس سے دست بردار ہو جاتا ہے۔ کوئی ایک نئی تنظیم میں شامل ہوتا ہے، پھر اس سے الگ ہو کر لڑنے لگتا ہے، اور یوں باہمی قتال کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

لڑائی کا اصل رخ کھو گیا ہے۔ ہم یہ بنیادی حقیقت فراموش کر بیٹھے ہیں کہ ہماری یہ جنگ 'دفاعی جہاد' ہے، جس میں حصولِ کفایت تک ہر مسلمان کے ساتھ مل کر جہاد کیا جاتا ہے۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ ہر شخص دوسرے سے لڑ رہا ہے اور شام میں 'اہلِ سنت کا منصوبہ' خود 'اہلِ سنت کے درمیان جنگ کا منصوبہ' بن گیا ہے۔ جو شخص کل تک دوست اور شریکِ کار تھا، وہ محض ہم سے الگ ہو جانے کے باعث ایسا سرکش دشمن قرار پایا جس کا خاتمہ ضروری سمجھا جانے لگا۔ یوں جنگ پوری شدت سے بھڑک اٹھی، تاہم ہم اللہ کے فضل سے اس تمام صورتِ حال سے بری ہیں۔

اے ہمارے بھائیو، دوستو اور ہمارے سروں کے تاج، مجاہدینِ شام! تمہارے باہمی اختلافات اور لڑائیوں نے بیت المقدس، لبنان، عراق، مصر اور اردن میں بسنے والے مسلمانوں کے دل توڑ دیے ہیں۔ وہ تمہیں اپنی نجات کی ابھرتی ہوئی امید اور اپنی آزادی و عزت کی روشن صبح سمجھتے تھے۔

اے ہمارے بھائیو، دوستو اور ہمارے سروں کے تاج، مجاہدینِ شام! ہمیں اپنے اختلافات دفن کر دینے، باہمی لڑائیاں ختم کرنے اور پوری امت کے ساتھ مل کر شام پر حملہ آور عالمی شیطانی اتحاد کا راستہ روکنے کی ضرورت ہے۔ یہ 'دفاعی جہاد' ہے، کیا ہم یہ حقیقت بھول گئے ہیں؟

[شام کیوں امتِ مسلمہ کے مصائب سے لاتعلق ہوتا جارہا ہے]

بات صرف یہاں تک محدود نہیں، بلکہ شام کا جہادی میدان آہستہ آہستہ امت کے مصائب سے لاتعلق ہوتا جارہا ہے۔ جزیرۂ عرب میں آلِ سعود محض دو یا تین دنوں کے دوران دعوت و جہاد کی چوالیس نمایاں شخصیات کو قتل کر دیتے ہیں، مگر شام کی کسی ایک جہادی تنظیم کی جانب سے بھی اس کی مذمت میں ایک لفظ تک سنائی نہیں دیتا۔

یہ پسپائی کیوں؟[1] کیا وہ اس کوشش میں ہیں کہ امریکا اور سعودی عرب ان سے اس طرح دشمنی نہ کریں جس طرح 'القاعدہ' سے کرتے ہیں؟ آخر امریکا اور سعودی عرب 'القاعدہ' سے دشمنی کیوں کرتے ہیں؟ اس لیے کہ 'القاعدہ' امتِ مسلمہ کے حقوق کا دفاع کرتی، ایجنٹوں اور خائنوں کو بے نقاب کرتی اور کھلے عام اعلان کرتی ہے کہ جزیرۂ عرب کے حکمران اور خلیجی ریاستوں کے رؤساء لٹیرے ہیں، جو مسلمانوں کی دولت لوٹ کر ان کے دشمنوں کے حوالے کرتے ہیں۔ شیخ اسامہ بن لادن رحمۃ اللہ علیہ نے اس لوٹ مار کو انسانی تاریخ کی سب سے بڑی چوری قرار دیا تھا۔ یہ چوری انھی ایجنٹوں کے ہاتھوں انجام پائی جنھوں نے خود کو امریکی حکومت کے ذلیل و تابع فرمان کارندوں میں تبدیل کر لیا۔

اسی وجہ سے امریکا لازماً شیخ اسامہ بن لادن رحمۃ اللہ علیہ سے نفرت کرتا ہے۔ لیکن کیا امریکا جس سے نفرت کرے، ہم بھی اسی سے نفرت کرنے لگیں گے، خواہ امریکا ہم پر بم برسائے، ہمیں تباہ کرے، ہمارے شہروں کو برباد کر دے اور ہم پر علوی گروہ یا سیسی و حفتر جیسا کوئی دوسرا آلہ کار مسلط کر دے؟

مصلحت پسندی اور اصولوں سے دست برداری کی راہ دکھانے والے کہتے ہیں: ''القاعدہ نے پوری دنیا کو اپنا دشمن بنالیا ہے، جب

---

[1] یہ بھی ایک سنگین فتنہ ہے جس کا آج اہلِ جہاد کو سامنا ہے، کہ اگر وہ پوری امت کا نام لیتے ہیں تو ساری مغربی طاقتیں ان کی دشمن بن جاتی ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے زعم میں دشمنوں کو کم کرنے کی غرض سے اپنے جہاد کو 'نیشنلائز' کر لیتے ہیں۔ لیکن معاملہ صرف اس حد تک نہیں رکتا کہ وہ یہ ظاہر کریں کہ وہ کسی خاص علاقے میں مقامی دشمن کے خلاف جنگ کر رہے ہیں، بلکہ وہ اس کے بعد مغربی طاقتوں کے مظالم پر بھی خاموشی اختیار کر لیتے ہیں اور امت کے مظلوموں کی مدد سے بھی دستبردار ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد وہ اس رُخ پر مزید آگے بڑھ کر، دشمن کی سازشوں کا شکار ہو جاتے ہیں اور عالمی طاقتوں اور ان کے حاشیہ نشین منافقین سے مدد کے خواہاں بھی ہو جاتے ہیں اور ان مجاہدین کے بھی خلاف صف آراء ہو جاتے ہیں جو دنیا بھر میں کفار کے مظالم کے خلاف آواز اٹھاتے ہوں اور ہر مظلوم کا ساتھ دیتے ہوں۔ اپنے آپ کو کسی خاص علاقے میں مشغولِ جہاد رکھنا، اس میں کوئی قباحت نہیں، لیکن یہ مذکورہ بالا صورت یقیناً ایک فتنہ ہے۔ جو گروہ اس میں مبتلا ہو گا تو وہ بالآخر عالمی طاقتوں کے ہاتھوں اپنی محنت ضائع کر دے گا، یا ان کا ایجنٹ بن جائے گا۔ والعیاذ باللہ۔

امارتِ اسلامیہ ہمارے سروں کا تاج ہے، انھوں نے ایک مخصوص علاقے میں جہاد کیا، لیکن کبھی ایک لمحے کے لیے بھی شریعت کے ایک حکم سے بھی تنازل نہیں کیا، کبھی کسی ایک مسلمان سے بھی قطع تعلق نہیں کیا، بلکہ خود ایک مسلمان کے لیے اپنی پوری حکومت تک قربان کر دی، اپنے اس جہاد میں افغانستان کے اندر موجود کسی ایک کافر قوت کو نہ تحفظ دیا اور نہ ہی باہر کی کسی کفریہ طاقت کو راضی کرنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں امارتِ اسلامیہ کی نصرت کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

(ادارہ)

کہ ہم اپنے مسئلے کو صرف شام تک محدود رکھنا چاہتے ہیں"۔ اے مصلحت کے نام پر اصول قربان کرنے والو! 'القاعدہ' نے امت، اس کے دین، اس کی عزت اور اس کے وسائل کا دفاع کیا ہے۔

اے مصلحت پسند تجزیہ کارو! کیا تم خود سے یہ سوال نہیں کرتے کہ پوری دنیا شام کے خلاف کیوں جمع ہو گئی؟ اگر شام کا جہاد محض ایک محدود اور الگ تھلگ مسئلہ ہوتا تو کیا یہ تمام افواج، اتحاد اور حکومتیں شام میں امتِ مسلمہ کی اس بیداری کے خلاف اکٹھی ہو جاتیں؟ شام کا مسئلہ فلپائن کے انتخابات یا یوکرین میں کسی حکمران کے انتخاب جیسا معمولی مسئلہ نہیں ہے۔

شام اسلام اور اس کے دشمنوں کے درمیان ایک عالمی جنگ کا میدان ہے۔ درحقیقت یہ صلیبی جنگوں ہی کی موجودہ کڑی ہے۔ یہی وہ حقیقت ہے جس سے تفرقے کے نظریہ ساز آنکھیں بند کیے ہوئے ہیں، حالانکہ اس کا پھندا خود انھی کی گردنوں کے گرد کستا جا رہا ہے۔

اسی طرح شیخ عمر عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا۔ وہ ایک جلیل القدر، سربلند، مجاہد اور صابر عالم تھے، جو اپنے دین پر نازاں اور ایسے بلند قامت انسان تھے جنھوں نے کبھی سر جھکانا نہیں سیکھا۔ وہ تین قید خانوں...نابینائی، بیماری اور زندان... میں مقید رہے۔ وہ ہمارے شیخ اور مجاہدین کے شیخ تھے، لیکن میرے علم کے مطابق شام کی کسی جہادی تنظیم نے ان کی وفات پر تعزیت کا ایک کلمہ تک نہیں کہا۔ اگر میں غلطی پر ہوں تو میری اصلاح کر دیجیے۔

کیا یہ باعثِ عار نہیں کہ شام کی جہادی تحریکیں انھیں فراموش کر دیں، جب کہ ان کی وکیل **لین اسٹیورٹ**[11] انھیں یاد رکھے؟ اس خاتون نے شیخ کا دفاع کرنے اور ان کے بیانات دوسروں تک پہنچانے کی پاداش میں سات سال قید کاٹی، مگر اس کے باوجود وہ اس ہسپتال کے سامنے پہنچی جہاں شیخ نے وفات پائی تھی اور ان سے وفاداری کا اظہار کرتے ہوئے وہاں پھولوں کی چادر رکھی۔

یہ بے اعتنائی صرف شام سے باہر کے لوگوں تک محدود نہیں، بلکہ خود شام کے اندر بھی جہادی تحریکیں اپنے اکابر مجاہدین اور شیوخ کو یاد نہیں کرتیں۔ ہمارے محبوب بھائی، زاہد و قائد، شیخ ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ شام ہی میں مجاہدین کے درمیان شہید ہوئے، مگر شام کی کسی ایک جہادی جماعت نے بھی ان کے حق میں تعزیت کا ایک کلمہ تک نہیں کہا۔ کیوں؟ کیا صرف اس لیے کہ وہ امریکا کی دشمن 'القاعدہ' سے وابستہ تھے؟

وہی ابو الخیر جن سے انھوں نے بھرپور استفادہ کیا، مگر ان کی شہادت پر تعزیت کا ایک لفظ بھی نہ کہا، حالانکہ ہمارے درمیان

---

[11] Lynne F. Stewart ایک امریکی خاتون وکیل تھی، جس نے شیخ عمر عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ کے مقدمے کی پیروی کی۔ پھر اس پر امریکہ میں یہ الزام لگا کہ وہ شیخ عمر عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ کے پیغامات ان کی جماعت یعنی 'الجماعۃ الإسلامیۃ' تک پہنچاتی رہی ہے۔ اس کی بنیاد پر ۲۰۰۶ء میں اسے امریکی عدالت نے ۲۸ ماہ کی قید سنائی۔ پھر ۲۰۱۰ء میں اس کی سزا دس سال قید کر دی گئی۔ تاہم صحت کی سنگین خرابی کی وجہ سے دسمبر ۲۰۱۳ء میں اسے رہا کر دیا گیا۔ ۲۰۱۷ء میں وہ کینسر سے فوت ہو گئی۔ وہ امریکیوں پر ہونے والے حملوں کی اس وجہ سے حمایت کرتی تھی کہ خود امریکی کتنے ہی مسلمانوں کے قاتل ہیں اور یہ تو بدلہ ہے۔ (ادارہ)

مبارک باد اور تعزیت کے پیغامات دائیں بائیں بانٹے جاتے ہیں۔

اے ہمارے بھائیو، دوستو اور ہمارے سروں کے تاج، شام کے بہادر مجاہدو! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا۝﴾[الفتح:۱۸]

”یقیناً اللہ ان مومنوں سے بڑا خوش ہوا جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے، اور ان کے دلوں میں جو کچھ تھا وہ بھی اللہ کو معلوم تھا، اس لیے اس نے ان پر سکینت اتار دی، اور ان کو انعام میں ایک قریبی فتح عطا فرما دی“۔

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُولِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾ [الأنفال:۱]

”(اے پیغمبر!) لوگ تم سے مالِ غنیمت کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دو کہ مالِ غنیمت (کے بارے میں فیصلے) کا اختیار اللہ اور اس کے رسول کو حاصل ہے۔ لہٰذا تم اللہ سے ڈرو، اور آپس کے تعلقات درست کر لو“۔

نیز اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ۝﴾[آل عمران:۱۵۵]

”تم میں سے جن لوگوں نے اس دن پیٹھ پھیری جب دونوں لشکر ایک دوسرے سے ٹکرائے، درحقیقت ان کے بعض اعمال کے نتیجے میں شیطان نے ان کو لغزش میں مبتلا کر دیا تھا۔ اور یقین رکھو کہ اللہ نے انھیں معاف کر دیا۔ یقیناً اللہ بہت معاف کرنے والا، بڑا بردبار ہے“۔

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:

﴿أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُمْ مِثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّى هَذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِكُمْ﴾ [آل عمران:۱۶۵]

”جب تمہیں ایک ایسی مصیبت پہنچی جس سے دوگنی تم (دشمن) کو پہنچا چکے تھے تو کیا تم ایسے موقع پر یہ کہتے ہو کہ یہ مصیبت کہاں سے آگئی؟ کہہ دو کہ یہ خود تمہاری طرف سے آئی ہے“۔

ہم چاہتے ہیں... اور میں سب سے بڑھ کر اس کا محتاج ہوں... کہ اپنے دلوں کی اصلاح کریں۔ ہمارا رب ہمارے اندر اہلِ ایمان کے لیے نرمی اور کافروں کے مقابلے میں عزت و استقامت دیکھے۔ ہم سچائی کے ساتھ اپنا محاسبہ کریں، اپنے طرزِ عمل پر نظرِ ثانی کریں، اپنی غلطیوں کی اصلاح اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں، پھر نصرت، کشادگی اور فتح کے منتظر رہیں۔

[ہم چاہتے ہیں کہ دشمنانِ دین کے مقابلے میں پوری امت ایک صف بن جائے]

ہم چاہتے ہیں کہ ترکستان سے بحرِ اوقیانوس کے ساحلوں تک پوری امت کے ساتھ ایک مضبوط، متحد اور سیسہ پلائی ہوئی صف بن کر کھڑے ہوں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہمارے اندر حقیقت بن کر جلوہ گر ہو:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ ○﴾ [الصف:۴]

”حقیقت یہ ہے کہ اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کے راستے میں اس طرح صف بن کر لڑتے ہیں جیسے وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہو“۔

اے اللہ! ہماری پراگندہ جمعیت کو یکجا فرما، ہمارے دلوں میں الفت پیدا فرما، ہماری صفوں کو متحد کر دے اور ہمارے دشمن کے مقابلے میں ہماری مدد فرما، ہمارے گناہوں اور اپنی جانوں پر کی گئی زیادتیوں کے سبب ہمارا مؤاخذہ نہ فرما۔

اے اللہ! ہمارے گناہوں کے باعث ہمیں اپنی نصرت اور قبولیتِ دعا سے محروم نہ فرما۔ اے اللہ! اگر ہم اس لائق نہیں کہ تو ہماری مدد فرمائے اور ہماری دعا قبول کرے تو اپنے جود و کرم سے ہمیں اس کا اہل بنا دے۔ ہماری دست گیری فرما اور ہمیں اپنے حضور اس شان سے لے جا جو تیرے کرم کے شایاں ہے۔

اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ ہم تعاقب زدہ، بے گھر اور مہاجر ہیں، لہٰذا جو لوگ ہمیں نکالنے اور ہم پر تنگی مسلط کرنے کے درپے ہیں، ان کی اذیت سے ہمیں محفوظ فرما۔ اپنی زمین میں ہمارے لیے کشادگی پیدا فرما اور اسے ہمارے لیے فراخ کر دے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ،

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ